بنیان المرصوص

پاک فوج کے بارے میں شکوک وشبہات کا ازالہ

قرآن | حدیث | فقہ حنفی | اور آئینِ پاکستان

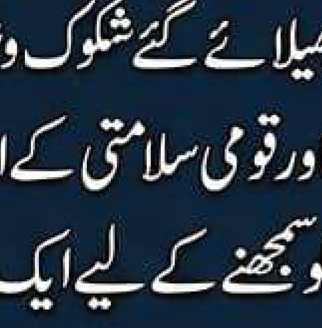
کی روشنی میں

ایک تحقیقی و علمی جائزہ



فوج، ریاست اور آئین؟

بدلتے ہوئے حالات میں ایک اہم مباحثہ۔
یہ کتاب پاک فوج کے بارے میں
پھیلائے گئے شکوک وشبہات کا علمی جواب
اور قومی سلامتی کے اداروں کے تقدس کو
کو سمجھنے کے لیے ایک ناگزیر مطالعہ ہے۔



مصنف و محقق
محمد ذیشان قادری حسنی
(دوبجی ٹاؤن رائیونڈ روڈ لاہور)

اہداء

اُن شہداء کے نام۔۔ جنہوں نے اس سرزمین کی حفاظت میں
اپنی جانیں قربان کر دیں۔

اُن غازیوں کے نام۔۔ جو آج بھی سرحدوں پر پہرہ دے رہے ہیں۔

اُن ماؤں کے نام۔۔ جنہوں نے اپنے بیٹے پاکستان کی خدمت کے
سے لیے دے دیے۔

یہ کتاب اُن تمام عظیم رشتوں اور قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتی
ہے جو ہماری بقا اور سلامتی کی ضامن ہیں۔

یہ صفحات محض الفاظ نہیں، بلکہ اس جذبے کا عکاس ہیں جو ایک سپاہی
کے دل میں دھڑکتا ہے بستا ہے اور ایک ماں کی دعاؤں میں بستا۔
یہ ایک عہد ہے اس وطن کے محافظوں کے ساتھ کہ ان کی لازوال
قربانیوں کو کبھی فراموش نہیں کیا جائے گا۔

ارضِ پاک کی پکار

اے وطنِ عزیز، تجھ پہ جاں فدا ہو مری،
تیرا ہر نقش سلامت، تیری ہر شان بڑی۔
جس پہ قربان ہیں سب، جس کے ماتھے پہ ہے نور،
تیری آغوش میں ہے جنت کا سماں، تیری آن ہے میری۔

پاک فوج کے جواں، میرے دیس کے نگہباں،
تیرے جذبوں سے ملی ہے ہمیں آزدی کی ادا۔
تیری ہمت سے ہے ہر منزل آسان مری،
تیری قربانی ہے اس ملک کی پہچان، مری جاں۔

خبر دار ہے دنیا، سن لے ہر دشمنِ وطن،
ہم وہ شعلے ہیں جو جل کے بھی نہیں ہوتے ختم۔
ہم ہیں وہ قوم جو ہر حال میں لڑتی ہے بہادر،
ہمارے عزم کو کمزور نہ سمجھنا تم کبھی۔

پاک فوج اور پاک فضائیہ کے شاہینوں کو خراج تحسین

بنیان المرصوص پر یہ شاندار کارکردگی،
پاک فوج اور پاک فضائیہ کا عزمِ عظیم۔
آسمان اور زمین پر دشمن کا نام و نشان مٹا دیا،
ہر مورچہ فتح کیا، ہر چیلنج قبول کیا۔

اے وطن کے سپوتو، تمہاری ہمت کو سلام،
تم نے خون سے لکھا فتح کا نیا باب۔
قوم کا سر فخر سے بلند کیا ہے تم نے،
تمہاری قربانیاں کبھی نہیں ہوں گی ضائع۔

تم ہو اس دیس کے محافظ، تم ہو اس کی آن،
تمہاری وجہ سے ہے یہ قوم سلامت اور آزاد۔
پاک فوج زندہ باد، پاک فضائیہ زندہ باد،
بنیان المرص فتحِ عظیم، لازوال داستان۔

پاک فوج کے بارے میں شکوک وشبہات کا ازالہ

فہرستِ مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

عنوان: **پاک فوج کے بارے میں شکوک وشبہات کا ازالہ**

محقق ومرتب : محمد ذیشان قادری الحسنی حنفی

محب : ارض پاکستان، پاک آرمی ہمیشہ زندہ آباد

خراج تحسین: جناب فیلڈ مارشل حافظ سید عاصم منیر صاحب

تاریخِ تکمیل: 10 محرم الحرام (1447)، 26 جون (2026)

صفحات : 45

ای میل: see.zee480@gmail.com

مطالعہ آن لائن: https://archive.org/

"پاکستان کا مطلب کیا ـــــ لا الہ الا اللہ !"

یہ کتاب اُس وقت لکھی گئی جب ملک کے ایک طبقے کو پاک فوج کی لیڈر شپ کے بارے میں غلط فہمیوں کا شکار دیکھا گیا۔ سوشل میڈیا کی یلغار، سیاسی نعروں کی گونج، اور جذباتی خطابات نے عوام کے ذہنوں میں ایسے سوالات پیدا کر دیے جن کا جواب قرآن کریم، احادیث مبارکہ، اسلامی تاریخ، اسلامی اصولوں اور آئین پاکستان کی روشنی میں دینا وقت کی اہم ضرورت تھی۔

یہ کتاب اُن لوگوں کے لیے ہے جو سوچتے ہیں، جو سوال کرتے ہیں، اور جو جواب چاہتے ہیں مگر جواب وہاں سے جہاں حق کا سرچشمہ ہے، نہ کہ وہاں سے جہاں سیاسی مفادات کا دھواں اٹھتا ہے۔

آج کے دور میں ایک ٹویٹ کو دلیل سمجھا جاتا ہے، ایک وائرل ویڈیو کو ثبوت مانا جاتا ہے، اور ایک جذباتی تقریر کو علم کا درجہ دے دیا جاتا ہے۔ ایسے ماحول میں جب کوئی قرآن کھول کر بیٹھے، حدیث کی کتاب سامنے رکھے، اور فقہ کے اصولوں کو معیار بنائے۔ تو یہ کام محض تصنیف نہیں بلکہ ایک دینی فریضے کی ادائیگی ہے۔

یاد رہے کہ ہر وہ شخص جو پاک فوج کے بارے میں زہر اگلتا ہے، وہ صرف ایک ادارے کو نہیں بلکہ اُس سرحد کو کمزور کرتا ہے جس کے پیچھے کروڑوں مسلمانوں کے گھر ہیں، مساجد ہیں، اور ناموسِ رسالت ﷺ کے محافظ ہیں۔ اور جو شخص اُمت کی ڈھال کو توڑنے کی کوشش کرے چاہے وہ جذبات کے نام پر کرے یا انقلاب کے نام پر۔ اُس کا یہ عمل اسلامی اصولوں کی روشنی میں کبھی درست نہیں ہو سکتا۔ اس کتاب کا ہر باب ایک دلیل ہے، ہر سطر ایک حوالہ ہے، اور ہر صفحہ ایک آئینہ ہے۔ جس میں ہر پڑھنے والا اپنی غلط فہمی کا چہرہ خود دیکھ سکتا ہے۔ مصنف نے کوشش کی ہے کہ کہیں بھی جذبات کو دلیل کی جگہ نہ بیٹھنے دیا جائے اور کہیں بھی عقیدت کو حقیقت پر غالب نہ آنے دیا جائے۔

باب 1: دفاعِ وطن اور سپہ سالار کی شرعی ذمہ داریاں

دفاعِ وطن — فرضِ عین یا فرضِ کفایہ؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "اور تم اُن کے مقابلے کے لیے جتنی طاقت ہو سکے تیار رکھو اور گھوڑے باندھ کر رکھو — کہ اس سے اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو ڈراتے رہو۔"

(سورۃ الانفال: ٦٠)

یہ آیت مبارکہ اسلام میں فوجی تیاری کی فرضیت کی بنیادی دلیل ہے۔ علامہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃاللہ علیہ "تفسیر مظہری" میں فرماتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ دشمن کے مقابلے کے لیے فوجی طاقت کی تیاری دینی فریضہ ہے — یہ صرف دنیاوی معاملہ نہیں بلکہ عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔

فقہِ حنفی کی رو سے یہ مسئلہ دو صورتوں میں بٹا ہوا ہے:

پہلی صورت — فرضِ کفایہ:

جب ملک پر کوئی فوری خطرہ نہ ہو تو فوج کا وجود، تربیت اور تیاری پوری قوم کی طرف سے فرضِ کفایہ ہے۔ یعنی اگر ایک طبقہ (فوج) یہ ذمہ داری ادا کر رہا ہے تو باقی سب کا فریضہ ساقط ہو جاتا ہے۔

دوسری صورت — فرضِ عین:

جب دشمن سرحد پر حملہ آور ہو جائے تو (ہر صاحبِ استطاعت مسلمان) پر دفاع فرضِ عین بن جاتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں یہی موقف منقول ہے۔

پاک فوج دراصل اس فریضے کی مستقل ادائیگی کے لیے قائم ادارہ ہے۔

سپہ سالار کی شرعی ذمہ داریاں

حفاظتِ جان

اسلامی فقہ میں "پانچ ضروریات" (الضروریاتُ الخمس) کا تحفظ واجب ہے:

|ضرورت|پاک فوج کا کردار|

|حفظُ النفس (جان کی حفاظت)|سرحدی دفاع، دہشت گردی کا خاتمہ|

|حفظُ العقل (عقل کی حفاظت)|امن وامان، تعلیمی ادارے محفوظ رکھنا|

|حفظُ النسل (نسل کی حفاظت)|شہری آبادی کا تحفظ|

|حفظُ المال (مال کی حفاظت)|ملکی وسائل کی حفاظت|

|حفظُ الدین (دین کی حفاظت)|اسلامی ریاست کا بقا|

یہ پانچوں ذمہ داریاں پاک فوج کے دائرہ کار میں براہِ راست آتی ہیں۔

اطاعتِ امیر — قرآنی حکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ و رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ و قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔ (النساء:۵۹)

اس آیت میں "اولی الامر" کے ضمن میں فوجی قیادت بھی شامل ہے۔ فقہاءِ احناف کے نزدیک اسلامی ریاست کی قانونی فوج کی قیادت کی اطاعت — جب تک وہ معصیت کا حکم نہ دے — شرعاً واجب ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ فوجی نظم وضبط اور سپہ سالار کی اطاعت اسلامی تعلیم کا اہم حصہ ہے، اور جو سپاہی اپنے افسر کی جائز بات نہ مانے وہ گناہگار ہے۔

حفاظتِ سرحد

رباط (سرحدی پہرہ) اسلامی فقہ کی ایک مستقل اصطلاح ہے۔ پاک فوج کے جوان جو سرحدوں پر تعینات ہیں وہ فقہی اعتبار سے "مرابط" ہیں یعنی وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں سرحد پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ فقہِ حنفی کے مطابق رباط کی چند شرعی ذمہ داریاں یہ ہیں:

اول: دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھنا۔

دوم: مسلمان شہریوں کو خبردار کرنا۔

سوم: ضرورت پڑنے پر جان دے کر بھی سرحد نہ چھوڑنا۔

چہارم: اپنی پوسٹ پر امانتداری سے فرائض ادا کرنا۔

عدل و انصاف — فوج کی اندرونی شرعی ذمہ داری

اسلام نے فوج پر صرف دشمن کے خلاف ذمہ داریاں نہیں ڈالیں بلکہ (اندرونی رویے) کے حوالے سے بھی سخت احکام دیے ہیں:

الف — غیر جنگجوؤں سے برتاؤ:

اسلامی جنگی فقہ میں واضح حکم ہے کہ بچوں، عورتوں، بوڑھوں، عبادت گاہوں اور فصلوں کو نقصان پہنچانا حرام ہے۔ پاک فوج پر شرعاً لازم ہے کہ آپریشنز میں ان اصولوں کی پابندی کرے۔

ب — مالِ غنیمت میں امانت:

جو وسائل ملکی دفاع کے لیے مختص ہوں ان میں خیانت کبیرہ گناہ ہے۔

ج — شہریوں سے حسنِ سلوک:

پاک فوج کے آپریشنز — خواہ بلوچستان ہو، قبائلی علاقے ہوں یا کشمیر — میں شہریوں کے حقوق کا تحفظ شرعی فریضہ ہے۔

امرِ بالمعروف و نہی عنِ المنکر

اسلامی ریاست کی فوج پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ:

اول: فتنہ و فساد کو ختم کرے —— اللہ نے فرمایا:

اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور ایک اللہ کی پوجا ہو پھر اگر وہ باز آئیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر۔ (البقرہ: 193)

دوم: دہشت گردی اور بغاوت کا قلع قمع کرے —— فقہِ حنفی میں "قتالِ بغاۃ" (باغیوں سے جنگ) واجب ہے۔

سوم: ملک میں اسلامی نظم و نسق برقرار رکھنے میں معاون بنے۔

چہارم: عوام کے درمیان تحفظ کا احساس قائم رکھے۔

احکامِ جنگ کی پابندی —— اسلامی قانونِ جنگ

فقہِ حنفی نے جنگ کے لیے واضح اصول مقرر کیے ہیں جن کی پابندی فوج پر شرعاً لازم ہے:

اسلامی حکم	تفصیل
لا تقتلوا الشیوخ	بوڑھوں کو قتل نہ کرو
لا تقتلوا الولدان	بچوں کو نشانہ نہ بناؤ
لا تقتلوا النساء	عورتوں پر ہاتھ نہ اٹھاؤ
لا تقطعوا الشجر	درخت اور فصلیں نہ کاٹو
لا تہدموا المعابد	عبادت گاہیں مت ڈھاؤ
لا تغلوا	مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرو

یہ احکام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشہور خطبے سے ماخوذ ہیں جو انہوں نے لشکرِ اسامہ رضی اللہ عنہ کو روانہ کرتے وقت دیا۔

صبر و ثبات—میدانِ جنگ کی شرعی ذمہ داری

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے ایمان والو! جب کسی لشکر سے مڈبھیڑ ہو تو ثابت قدم رہو۔

(الانفال:۴۵)

فوجی جوان پر شرعاً لازم ہے کہ:

اول: بلا عذرِ شرعی میدانِ جنگ سے نہ بھاگے—قرآن نے اسے کبیرہ گناہ قرار دیا۔

دوم: ساتھیوں کو اکیلا نہ چھوڑے۔

سوم: اپنے افسر کے حکم پر ثابت قدم رہے۔

نیتِ خالص

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے" (بخاری، مسلم)

پاک فوج کے جوان پر شرعاً سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی خدمت اللہ کی رضا، ملت کے دفاع اور اسلامی ریاست کے تحفظ کی نیت سے سرانجام دے—نہ کہ صرف تنخواہ یا دنیاوی مقاصد کے لیے۔ جس جوان کی نیت خالص ہو، اس کی ہر ڈیوٹی عبادت ہے اور ہر پہرے کی رات قیام اللیل۔

احتساب قبول کرنا—ادارہ جاتی شرعی ذمہ داری

اسلام میں (کوئی بھی ادارہ احتساب سے بالاتر نہیں)۔ فوج پر بھی شرعاً لازم ہے کہ:

اول: اگر کوئی فوجی ظلم کرے تو اسے قانون کے کٹہرے میں لایا جائے۔

دوم: شہریوں کو ناحق نقصان پہنچانے پر شرعی تعزیر ہو۔

سوم: ادارے کی ساکھ کو ہمیشہ انصاف اور دیانت سے جوڑا جائے۔

فوجی قیادت کے سات اسلامی اصول

فقہ حنفی اور اسلامی تاریخ کی روشنی میں ایک سپہ سالار کے یہ فرائض ہیں:

۱)اخلاص—جنگ صرف اللہ کی خوشنودی اور ملک کی حفاظت کے لیے۔

۲)مشاورت—اہل الرائے سے مشورہ لینا۔(آل عمران:۱۵۹)

۳)حکمت عملی—دشمن کو صرف طاقت سے نہیں، تدبیر سے بھی شکست دی جائے۔

۴)سپاہیوں کی فلاح—فوج کی ضروریات کا خیال رکھنا قیادت کا فرض ہے۔

۵)معاہدات کا احترام—بین الاقوامی معاہدے نبھانا۔(التوبہ:۴)

۶)دشمن کے ساتھ عدل—حتیٰ کہ دشمن کے ساتھ بھی انصاف واجب ہے۔

۷)ریاست کے مفاد کو ذاتی مفاد پر مقدم رکھنا۔

باب 2: سپہ سالار کا مقام و مرتبہ

امیرِ لشکر کا قرآنی مقام

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے میں سے اولی الامر کی۔" (النساء:۵۹)

علمائے تفسیر نے "اولی الامر" کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس میں امراء، حکام اور فوجی سربراہ سب شامل ہیں۔

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: "اولی الامر میں سلطان، قاضی، امیرِ لشکر سب داخل ہیں—ان کی اطاعت اللہ کے حکم سے فرض ہے بشرطیکہ وہ معصیت کا حکم نہ دیں۔"

معصیت کا مطلب: کوئی ایسا کام جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم نہیں دیا، یا جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ سادہ الفاظ میں، **گناہ کا کام**۔

عہدِ نبوی ﷺ سے

حضور نبی اکرم ﷺ نے بذاتِ خود فوجی لیڈرشپ کی ذمہ داریاں سنبھالیں اور اُمت کو یہ سکھایا کہ ایک سپہ سالار کے فرائض کیا ہوتے ہیں:

غزوۂ بدر (۲ھ): آپ ﷺ نے مقامِ جنگ کا انتخاب خود فرمایا، مشاورت کی، جاسوسی کا نظام قائم کیا، اور قید کے معاملے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا۔ فوجی فیصلہ سازی میں حکمت عملی کا یہ اعلیٰ نمونہ ہے۔

غزوۂ احد (۳ھ): جب شکست آئی تو آپ ﷺ نے پوری ذمہ داری قبول فرمائی، صحابہ رضی اللہ عنہم کو ملامت نہ کی۔ یہ قیادت کا وہ اصول ہے جو آج بھی دنیا کی کسی فوجی اکیڈمی میں پڑھایا جاتا ہے۔

غزوۂ خندق (۵ھ): آپ ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی رائے قبول فرمائی اور خندق کھدوائی — یعنی جدید دفاعی تکنیک اپنانا نہ صرف جائز بلکہ سنت ہے۔

غزوۂ تبوک (۹ھ): آپ ﷺ نے رومی سلطنت سے براہِ راست جنگ کے بجائے دشمن کو صلح پر آمادہ کیا اور بغیر ایک بھی شہید دیے فتح حاصل کی۔ سفارت کاری اور جنگ کا توازن — یہ بھی فوجی حکمت کا حصہ ہے۔

حضور ﷺ کا امیرِ لشکر مقرر کرنے کا طریقہ

حضور ﷺ نے فرمایا: "جب تین آدمی سفر میں ہوں تو ایک کو امیر بنا لیں۔" (ابو داؤد: ۲۶۰۸)

یہ حدیث بتاتی ہے کہ قیادت ہر حال میں ضروری ہے—چاہے تین آدمی ہوں یا600000 فوج۔ بغیر مضبوط قیادت کے کوئی بھی ادارہ کام نہیں کر سکتا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے جب بھی لشکر روانہ فرمایا—سب سے پہلے امیر مقرر فرمایا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فوجی قیادت کا وجود اور اس کا احترام سنتِ نبوی ﷺ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سنو اور اطاعت کرو—خواہ تم پر ایک حبشی غلام ہی امیر کیوں نہ بنایا جائے۔"

(صحیح بخاری: ۷۱۴۲)

اس حدیث سے یہ اصول نکلتا ہے کہ فوجی امیر کی اطاعت اس کی ذاتی پسند ناپسند کی بنیاد پر نہیں بلکہ منصب کی بنیاد پر واجب ہے۔

سپہ سالار اور سپاہی کا رشتہ—ایک جسم

حضور ﷺ نے فرمایا: "مومنوں کی مثال باہمی محبت، رحم اور شفقت میں ایک جسم جیسی ہے۔" (صحیح مسلم: ۲۵۸۶)

فوج میں یہ رشتہ سب سے واضح ہے: سپاہی جسم کے اعضاء ہیں—اور چیف آف آرمی اسٹاف دل کی طرح ہے جس کی دھڑکن سے پورا جسم چلتا ہے۔ دل کمزور ہو تو اعضاء بے کار ہو جاتے ہیں—اور اعضاء بے کار ہوں تو دل اکیلا کچھ نہیں کر سکتا۔

جب آپ آرمی چیف کو نشانہ بناتے ہیں—آپ دراصل اس دھڑکن کو بند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس سے سرحد پر کھڑا ہر سپاہی زندہ ہے۔

امیرِ لشکر کی ذمہ داری—اسلامی معیار

علامہ ابن قدامہ حنبلی اور امام کاسانی حنفی (بدائع الصنائع) میں امیرِ لشکر کی ذمہ داریاں یوں بیان کرتے ہیں:

☆تعیناتی—— صحیح جگہ صحیح سپاہی لگانا۔

☆راشن وسامان——فوجیوں کی ضروریات پوری کرنا۔

☆حکمتِ عملی——دشمن کے مقابلے کا منصوبہ بنانا۔

☆حوصلہ——فوج کا مورال بلند رکھنا۔

☆جوابدہی——اپنے ماتحتوں کے اعمال کا اللہ کے سامنے حساب۔

حضور ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔" (صحیح بخاری: ۸۹۳)

یعنی سرحد پر کھڑے سپاہی کا پہرہ جتنا قیمتی ہے——اسے وہاں بھیجنے والے کا منصوبہ اور فیصلہ اتنا ہی بڑی ذمہ داری ہے۔

تاریخی مثالیں

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ: آپ کو "سیف اللہ" (اللہ کی تلوار) کا لقب ملا۔ سپاہیوں نے آپ کی ہر بات پر آنکھ بند کر کے اعتماد کیا——اور ۱۰۰ سے زیادہ جنگیں ایک بھی ہارے بغیر جیتیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کیا——تو انہوں نے حکم مانا اور بطورِ سپاہی لڑتے رہے۔ یہ فوجی نظم و ضبط کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ آپ کی سپہ سالاری کی خصوصیات تھیں: تیز فیصلہ سازی، میدانِ جنگ میں ذاتی موجودگی، سپاہیوں کا خیال، اور دشمن کی نفسیات سمجھنا۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ: حضور ﷺ نے ایک نوجوان کو لشکر کا امیر بنایا——بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم اس لشکر میں تھے۔ کچھ نے اعتراض کیا تو حضور ﷺ غضبناک ہوئے اور فرمایا: "اگر تم اسامہ کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کیا تھا۔" (صحیح بخاری: ۴۴۶۸)

سبق: فوجی امیر کا انتخاب قیادت کا حق ہے—عوامی پسند ناپسند پر نہیں ہوتا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ:— قادسیہ کی فتح کے وقت آپ بیمار تھے لیکن آپ نے میدانِ جنگ کے قریب خیمہ لگایا اور لیٹ کر حکم دیتے رہے—قیادت نے سپاہیوں میں جوش بھرا۔

سبق: ایک اچھا سپہ سالار نہ صرف جنگ لڑتا ہے بلکہ فوج کا حوصلہ اونچا رکھتا ہے۔ پاک فوج کی قیادت پر تنقید اس حوصلے کو توڑتی ہے۔

چیف آف آرمی اسٹاف—اس منصب کی عظمت

چیف آف آرمی اسٹاف وہ شخص ہے جو:

☆6 لاکھ سے زیادہ فوجیوں کا ذمہ دار ہے۔

☆ہر اس سپاہی کا جوابدہ ہے جو سرحد پر پہرہ دے رہا ہے۔

☆ملک کی دفاعی حکمتِ عملی طے کرتا ہے۔

☆بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی فوجی نمائندگی کرتا ہے۔

☆دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پاکستان کا دفاع یقینی بناتا ہے۔

فیلڈ مارشل سید عاصم منیر صاحب—تین عظمتیں ایک شخص میں

پہلی عظمت—سید ہونا:

آلِ رسول ﷺ سے ہونے کی وجہ سے ادب و احترام واجب۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سید کی توہین گویا حضور ﷺ کی وصیت کی خلاف ورزی ہے۔"

دوسری عظمت—حافظ قرآن ہونا:

فیلڈ مارشل سید عاصم منیر صاحب پاکستان کی تاریخ کے پہلے حافظِ قرآن آرمی چیف ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: "قرآن کا حامل اللہ کے گھر والوں میں سے ہے۔" (سنن ابن ماجہ: ۲۱۵)

تیسری عظمت — فوج کا سربراہ ہونا: 6 لاکھ سپاہیوں کا امیر — جن میں سے ہر سپاہی کا پہرہ جنت کی ضمانت ہے — اس لشکر کا سربراہ ہونا بلاشبہ عظیم منصب ہے۔

باب 3: فوجی قیادت پر تنقید کرنے سے پہلے؟

عوام کے پاس کیا ہونا چاہیے؟

اسلام نے تنقید کی اجازت دی ہے — لیکن (تین شرائط) کے ساتھ:

پہلی شرط — ثابت شدہ حقیقت:

حضور ﷺ نے فرمایا:

"آدمی کی بدترین سواری 'لوگ کہتے ہیں' ہے۔"

(ابوداؤد: ۴۹۷۲)

یعنی تنقید کرنے سے پہلے عوام کے پاس (ثابت شدہ ثبوت) ہونا ضروری ہے — نہ کہ:

سوشل میڈیا کی پوسٹ، کسی لیڈر کا بیان، واٹس ایپ فارورڈ، یا "سب جانتے ہیں" والی بات۔

دوسری شرط — نیت خالص ہو:

تنقید کی نیت (اصلاح) ہو — ذاتی دشمنی، سیاسی مفاد یا کسی لیڈر کی پیروی نہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (احیاء العلوم) میں فرماتے ہیں:

"جس تنقید میں اصلاح کی نیت نہ ہو وہ غیبت یا بہتان ہے۔"

تیسری شرط — طریقہ درست ہو:

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

"جو امیر کو تنہائی میں نصیحت کرے وہ خیر خواہ ہے—اور جو اسے اعلانیہ رسوا کرے وہ فتنہ پرداز ہے۔" (بیہقی، شعب الایمان)

Assumption پر تنقید—اسلام کیا کہتا ہے؟

ایک طبقے کی کم علمی بیانیہ کی بنیاد کہ "سب کے پیچھے فیلڈ مارشل جناب حافظ سید عاصم منیر صاحب کا ہاتھ ہے" کیا یہ assumption درست ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو—بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔" (الحجرات: ۱۲)

یعنی جب آپ بغیر ثبوت کے یہ مان لیں کہ "ہر برائی کے پیچھے آرمی چیف ہے" تو یہ وہ گمان ہے جسے اللہ نے گناہ قرار دیا۔

عملی مثال: پولیس نے شیلنگ کی ← فوری assumption: "آرمی چیف کا حکم تھا"

لیکن حقیقت یہ ہے: پولیس آپریشن کا حکم (آئی جی پولیس) دیتا ہے۔ آئی جی کو حکم (وزیرِ اعلیٰ) دیتا ہے۔ آرمی چیف کا اس سلسلے میں (کوئی آئینی کردار نہیں) جب تک فوج طلب نہ کی جائے۔

تو یہ assumption غلط بھی ہے، گناہ بھی، اور آئینی حقائق کے خلاف بھی۔

گالی اور ذاتی حملہ—قطعی حرام

دلیل نمبر 1:

حضور ﷺ نے فرمایا: "مومن طعنہ زن نہیں، لعنت کرنے والا نہیں، بے حیا نہیں، گالی دینے والا نہیں۔"

(جامع ترمذی: ۱۹۷۷)

دلیل نمبر 2:

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (مرآۃ المناجیح) میں فرماتے ہیں:

"کسی مسلمان کو گالی دینا حرام ہے — خواہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہو — کیونکہ گالی دینے سے اصلاح نہیں ہوتی بلکہ دشمنی بڑھتی ہے۔"

دلیل نمبر 3۔ خاص طور پر سید کو گالی:

سید کو گالی دینا عام آدمی کو گالی دینے سے بڑا گناہ ہے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"میری اہلِ بیت کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔" (صحیح مسلم: ۲۴۰۸)

باب 4: سوشل میڈیا، سیاسی بیانیہ اور فوج مخالف پروپیگنڈا

مسئلے کی نوعیت — کیا ہوا؟

پاکستان میں ایک خاص سیاسی عمل یہ دیکھا گیا کہ ایک بڑی سیاسی جماعت کی قیادت نے سوشل میڈیا کو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہوئے پاک فوج کی لیڈرشپ کے خلاف منظم بیانیہ تیار کیا۔

اس عمل کے کئی مراحل تھے:

مرحلہ اول: اعلیٰ قیادت کے بیانات — جن میں فوجی سربراہ کو براہِ راست نشانہ بنایا گیا، طنزیہ القاب دیے گئے اور انہیں غیر ملکی ایجنٹ قرار دینے کی کوشش کی گئی۔

مرحلہ دوم: ٹویٹس اور ویڈیوز — جن میں بڑھا چڑھا کر الزامات لگائے گئے، بے بنیاد دعوے کیے گئے اور جذباتی زبان استعمال کی گئی۔

مرحلہ سوم: کارکنوں کو اشتعال — جب عوامی سطح پر نفرت کا ماحول بنا تو کارکن سڑکوں پر نکلے اور 9 مئی 2023ء کو فوجی تنصیبات پر حملے ہوئے۔

یہ سلسلہ اتفاقی نہیں تھا — یہ ایک منظم حکمتِ عملی تھی۔

اس باب میں ہم اس پوری حکمتِ عملی کا اسلامی اور آئینی تجزیہ کریں گے۔

اسلام میں بیانیہ سازی کے اصول

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ترجمہ: "اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اسے جانچ پرکھ لو۔" (الحجرات: ٦)

یہ آیت مبارکہ آج کے سوشل میڈیا کے دور میں سونے کی طرح قیمتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ ہر خبر کو بغیر تحقیق کے آگے نہ بڑھاؤ۔ لیکن سیاسی بیانیے کی مہم میں ہوا یہ کہ بغیر کسی تحقیق کے الزامات کو ہزاروں بار شیئر کیا گیا — اور سادہ لوح کارکن اس میں آ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ترجمہ: "اور اس چیز کے پیچھے مت جاؤ جس کا تمہیں علم نہیں — بے شک کان، آنکھ اور دل — ان سب کے بارے میں پوچھا جائے گا۔" (بنی اسرائیل: ٣٦)

اسلام کا یہ اصول واضح ہے: جو خبر یا الزام تم آگے بڑھاؤ — اس کا حساب تم سے لیا جائے گا۔ جن لوگوں نے جھوٹے یا غیر تحقیق شدہ الزامات شیئر کیے — وہ اس آیت کے مطابق روزِ قیامت جوابدہ ہیں۔

فتنہ پھیلانا — اسلام کی نظر میں سنگین جرم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ترجمہ: "اور فتنہ قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔" (البقرہ: ١٩١)

غور کریں! قتل کا گناہ کتنا بڑا ہے — اور اللہ نے فرمایا کہ فتنہ اس سے بھی بڑا ہے۔ اب سوال یہ ہے: کیا عوام میں فوج کے خلاف نفرت پھیلانا، لوگوں کو بھڑکانا، کارکنوں کو فوجی تنصیبات پر حملے کی طرف لے جانا — کیا یہ فتنہ نہیں ہے؟؟؟

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ (مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ) میں فرماتے ہیں: "فتنہ وہ عمل ہے جو مسلمانوں میں اتفاق کو توڑے، انہیں آپس میں لڑائے اور دشمنِ اسلام کو فائدہ پہنچائے۔"

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عنقریب ایسے فتنے آئیں گے — جو بیٹھا ہوا کھڑے سے بہتر ہوگا، کھڑا چلتے سے بہتر ہوگا، اور چلتا دوڑتے سے بہتر ہوگا۔ (یعنی فتنے کے وقت دور رہنا)۔"

(صحیح بخاری: ٣٦٠١)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ جب معاشرے میں فتنہ پھیلے ـــ تو مومن کا کام دور رہنا ہے، نہ کہ مزید ہوا دینا۔

قیادت کو نشانہ بنانا ـــ تاریخی تناظر اسلامی تاریخ میں ایک مشہور واقعہ "واقعۂ افک" ہے ـــ جب منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جھوٹا پروپیگنڈا کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس کو پھیلایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آیات نازل فرمائیں:

ترجمہ: "بے شک جو لوگ یہ جھوٹ لے کر آئے وہ تم میں سے ہی ایک گروہ ہے۔" (النور:۱۱)

سبق: جب کوئی گروہ اپنی ہی قوم کی معزز شخصیات کے بارے میں بے بنیاد الزامات لگائے اور عوام میں نفرت پھیلائے ـــ تو یہ منافقانہ طرزِ عمل ہے۔ یہ آیت قیامت تک کے لیے ہدایت ہے۔

دوسری مثال: خوارج کا فتنہ ـــ یہ وہ لوگ تھے جو بظاہر عبادت گزار تھے، نماز روزے کے پابند تھے، قرآن پڑھتے تھے ـــ لیکن انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کافر قرار دیا اور مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: "وہ قرآن پڑھتے ہیں لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا ـــ وہ دین سے اس طرح نکل جاتے ہیں جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔"

(صحیح بخاری: ۳۶۱۰)

خوارج کی پہچان یہ تھی: ظاہری دینداری + مسلم قیادت کی تکفیر و تنقیص + اپنی مسلم حکومت کے خلاف مسلح بغاوت۔ ہر دور میں علمائے حق نے ایسے گروہوں کی نشاندہی کی ہے۔

سوشل میڈیا پروپیگنڈا ـــ جدید فتنے کا قدیم اسلوب

آج کا سوشل میڈیا پروپیگنڈا دراصل قدیم فتنے کا جدید روپ ہے۔ اس کے اوزار بدل گئے ہیں لیکن طریقہ وہی ہے:

قدیم طریقہ: منافق زبان سے یا خط کے ذریعے جھوٹ پھیلاتے تھے۔

جدید طریقہ: ٹویٹ، ویڈیو، واٹس ایپ میسج — جو سیکنڈوں میں لاکھوں تک پہنچ جاتے ہیں۔

اسلامی اصول: جھوٹ پھیلانا خواہ قلم سے ہو، زبان سے ہو یا موبائل سے — گناہ اور جوابدہی ایک جیسی ہے۔

ایک اہم نکتہ: جب کوئی بڑا لیڈر کہے "فوج کرپٹ ہے، غدار ہے، ملکی دشمن ہے" — تو اس کے ماننے والے یہ نہیں سوچتے کہ:

☆ کیا یہ الزام ثابت شدہ ہے؟

☆ کس عدالت نے یہ فیصلہ دیا ہے؟

☆ اس الزام کا فائدہ کسے ہو گا؟

☆ کیا میں اس الزام کو آگے بڑھا کر گناہگار تو نہیں ہو رہا؟

قرآن کہتا ہے: تحقیق کرو۔ لیڈر کہتا ہے: بس آگے بڑھاؤ۔ — **اللہ کا حکم مانو گے یا لیڈر کا؟؟؟**

کارکنوں کو اشتعال دلانا — شرعی حکم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

ترجمہ: "اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد مت کرو۔" (المائدہ: ۲)

جب قیادت نے کارکنوں کو ایسی باتیں کہیں جن سے وہ بھڑک کر فوجی تنصیبات پر حملہ کریں — تو یہ "تعاون علی الاثم" ہے۔ یعنی گناہ میں مدد کرنا۔ اور جو قیادت نے کہا وہ گناہ کا سبب بنا — تو اس قیادت پر اس گناہ کا بوجھ بھی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی اچھے کام کی طرف رہنمائی کرے — اسے اتنا ہی اجر ملے گا جتنا کرنے والے کو۔ اور جو برے کام کی طرف رہنمائی کرے — اس پر اتنا ہی گناہ ہو گا جتنا کرنے والے پر۔" (صحیح مسلم: ۱۸۹۳)

اس حدیث کی روشنی میں: جس نے کارکنوں کو فوج کے خلاف بھڑکایا—اور کارکنوں نے فوجی تنصیبات تباہ کیں—تو اس تباہی کا گناہ بھڑکانے والے پر بھی ہے۔ روزِ قیامت حساب ہوگا۔

9 مئی 2023ء—اسلامی اور آئینی تجزیہ

۹ مئی ۲۰۲۳ء کو جو ہوا وہ تاریخ کا ایک سیاہ باب ہے:

☆ جناح ہاؤس لاہور—جہاں پاکستان کے بانی قائدِ اعظم محمد علی جناح رہے—جلایا گیا۔

☆ کور کمانڈر ہاؤس پر حملہ—ایک فعال فوجی تنصیب۔

☆ جی ایچ کیو راولپنڈی—گیٹ پر حملے کی کوشش۔

☆ متعدد شہروں میں پاک فوج کی یادگاریں توڑی گئیں۔

اسلامی تجزیہ:

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: "جو شخص مسلمانوں کی ریاست کو نقصان پہنچائے اور اس کے اداروں کو تباہ کرے—اس کا عمل فتنہ و فساد فی الارض ہے جس کی سزا قرآن نے بیان کی ہے۔"

ترجمہ: "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور زمین میں فساد پھیلائیں—ان کی سزا یہ ہے کہ مارے جائیں یا سولی چڑھائے جائیں۔" (المائدہ: ۳۳)

آئینی تجزیہ:

آئینِ پاکستان دفعہ 6 کے تحت فوجی تنصیبات پر حملہ سنگین غداری ہے۔ دفعہ 245 کے تحت مسلح افواج کو نقصان پہنچانا قابلِ سزا جرم ہے۔

کیا یہ بے بس عوام تھے یا منصوبہ بند مہم؟

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ "کارکن خود سے نکلے، قیادت نے نہیں کہا۔"

اس کا جواب:

پہلی بات: کیا کوئی عوامی گروہ اچانک بغیر ہدایت کے ملک بھر میں ایک ہی وقت میں ایک ہی ٹارگٹ (فوجی تنصیبات) پر حملہ کر سکتا ہے؟ یہ ناممکن ہے بغیر منظم منصوبے کے۔

دوسری بات: جب قیادت ہفتوں تک کہتی رہے کہ "یہ لوگ غدار ہیں، انہیں جوابدہ کرو"—— اور پھر کارکن "جوابدہ" کرنے نکلیں——تو ذمہ داری کس پر ہے؟؟؟

تیسری بات: اسلامی قانون میں "تسبیب" کا اصول ہے——یعنی اگر کسی نے ایسی وجہ پیدا کی جس سے نقصان ہوا——تو وہ بھی ذمہ دار ہے۔ اگر میں آگ لگا دوں اور آگ پھیل جائے——تو میں ذمہ دار ہوں خواہ میں نے ہر گھر خود نہ جلایا ہو۔

علامہ ابن نجیم حنفی "الاشباہ والنظائر" میں لکھتے ہیں: "سبب بنانے والا بھی حکماً فاعل ہے۔"

عوام کے لیے رہنمائی——اب کیا کریں؟

جو لوگ اس پروپیگنڈے میں آ گئے اور فوج کے خلاف باتیں پھیلائیں——

ان کے لیے اسلامی رہنمائی:

☆ توبہ کریں——اللہ غفور الرحیم ہے۔

☆ آگے سے تحقیق کریں——ہر خبر کو جانچیں۔

☆ سوشل میڈیا پر فوج مخالف مواد شیئر نہ کریں——یہ دشمن کی مدد ہے۔

☆ تعمیری اختلاف کریں——گالی نہیں، دلیل دیں۔

☆ یاد رکھیں——پاک فوج کا جوان آپ کا بھائی، بیٹا، ہمسایہ ہے۔ وہ بھی پاکستانی ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مسلمان کی عزت مسلمان پر اسی طرح واجب ہے جیسے اس کا مال اور خون۔" (مرآۃ المناجیح)

اسلامی اصولِ اختلاف——خلاصہ

اسلام نے اختلاف کا ایک پاکیزہ طریقہ دیا ہے——جسے چھوڑ کر لوگوں نے فتنے کا راستہ اپنایا:

جائز: پُرامن احتجاج، قانونی چارہ جوئی، پارلیمانی بحث، علمی مکالمہ، دعا کہ اللہ قیادت کو درست کرے۔

ناجائز: گالیاں دینا، جھوٹے الزامات پھیلانا، عوام کو بھڑکانا، فوجی تنصیبات پر حملہ، بین الاقوامی فورم پر پاکستان کو بدنام کرنا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جو امیر کو تنہائی میں نصیحت کرے وہ خیر خواہ ہے، اور جو اسے اعلانیہ رسوا کرے وہ فتنہ پرداز ہے۔"

(بیہقی، شعب الایمان)

نتیجہ بحث

پاک فوج کی قیادت کے خلاف منظم سوشل میڈیا بیانیہ، کارکنوں کو اشتعال دلانا، اور پھر فوجی تنصیبات پر حملے—یہ سب مل کر ایک ایسا عمل بنتے ہیں جو:

☆قرآنِ کریم کے اصول "تبیّن" (جانچ پرکھ) کے خلاف ہے۔

☆حدیث مبارکہ کے اصول "من دلّ" (جو رہنمائی کرے) کے تحت قیادت کو جوابدہ بناتا ہے۔

☆فقہ حنفی کے اصول "تسبیب" کے تحت سبب بنانے والا ذمہ دار ہے۔

☆آئینِ پاکستان کی دفعہ 6 کے تحت جرم ہے۔

پاکستانی عوام کو چاہیے کہ وہ اپنے ذاتی سیاسی جذبات سے اوپر اٹھ کر سوچیں—کیونکہ پاک فوج کسی لیڈر کی نہیں، پاکستان اور اسلام کی فوج ہے۔

باب 5: دھرنے، روڈ بلاک، افراتفری

اسلامی نقطۂ نظر

اصول نمبر 1

حق کا مطالبہ جائز ہے، لیکن طریقہ بھی دیکھا جائے گا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔" (الاعراف: ۵۶)

اگر مطالبہ درست ہے لیکن طریقے سے راستے بند ہوں، ایمبولینس نہ گزر سکے، مریض دم توڑ دے، عوام کا نقصان ہو — تو یہ فساد فی الارض کی تعریف میں آتا ہے۔

اصول نمبر 2

فقہ حنفی کا واضح موقف:

علامہ ابن عابدین شامی "ردالمحتار" میں لکھتے ہیں کہ عام مسلمانوں کو تکلیف دینا، ان کے راستے روکنا، ان کے کاروبار تباہ کرنا — ناجائز ہے خواہ مقصد کتنا ہی اچھا ہو۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ "مرآۃ المناجیح" میں فرماتے ہیں: "اسلام میں احتجاج کا حق ہے لیکن اس سے دوسرے مسلمانوں کا نقصان نہیں ہونا چاہیے — کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

دھرنوں کے عملی نقصانات — حقیقت

ایمبولینس نہ گزر سکے تو مریض مریں — یہ بھی قتل کے قریب ہے۔

کاروبار بند ہوں — غریب مزدور کا نقصان ہو۔

بچے اسکول نہ جا سکیں۔

ملکی معیشت کو نقصان ہو — جو پورے ملک کا نقصان ہے۔

دشمن ملک کو موقع ملے کہ "پاکستان غیر مستحکم ہے۔"

کیا ان دھرنوں سے مسائل حل ہوئے؟

عملی حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں کسی بڑے دھرنے نے کوئی مستقل مسئلہ حل نہیں کیا ——نہ 2014ء کا دھرنا، نہ 2017ء کا فیض آباد، نہ 2022ء کا لانگ مارچ۔ البتہ ہر دھرنے نے ملکی معیشت، بین الاقوامی ساکھ اور عوامی پریشانی میں اضافہ کیا۔

جب یہ عناصر نہ مانیں تو ریاست کیا کرے؟

شرعی ذمہ داری

اللہ تعالیٰ کا حکم: "اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ—— پھر اگر ایک گروہ زیادتی کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی کرے۔" (الحجرات: ۹)

اس آیت سے واضح ہے کہ ریاست کا فرض پہلے صلح ہے—— پھر اگر باغی گروہ نہ مانے تو طاقت کا استعمال جائز ہے۔

فقہ حنفی کے مطابق ریاست کے تین مراحل ہیں:

پہلا:

مذاکرات اور سمجھانا۔

دوسرا:

وارننگ اور راستہ دینا۔

تیسرا:

اگر پھر بھی نہ مانیں تو قوت کا استعمال—— لیکن ضرورت سے زیادہ نہیں۔

آئینی ذمہ داری

آئینِ پاکستان دفعہ 16: پُرامن اجتماع کا حق ہے—— لیکن امنِ عامہ کو نقصان پہنچانے والا اجتماع غیر قانونی ہے۔

دفعہ 15: آزادانہ نقل و حرکت کا حق ہر شہری کو ہے—دھرنا دے کر یہ حق چھیننا آئین کی خلاف ورزی ہے۔

دفعہ 245: فوج طلب کرنا حکومت کا آئینی حق ہے۔

باب 6: فوج کا اندرونی ملک مخالف عناصر اور بیرونی ملک دشمن کو جواب
(آپریشن بنیان المرصوص)

فوج کا اندرونی ملک مخالف عناصر سے نمٹنے کا اصول

اسلامی نقطۂ نظر—بغاوت کا حکم

فقہ حنفی میں "بُغاۃ" (باغیوں) کا ایک مستقل باب ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ "رد المحتار" میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ حاکمِ وقت کے خلاف مسلح بغاوت کریں اور ملک میں فتنہ و فساد پھیلائیں—ان سے نمٹنا فرضِ کفایہ ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ پہلے باغیوں کو سمجھایا جائے، پھر انہیں واپسی کا موقع دیا جائے، اور جب وہ نہ مانیں تب قوت استعمال کی جائے۔ یہی طریقہ پاک فوج اندرونی بغاوتوں سے نمٹنے میں اپناتی ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۱۴ میں امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اسلامی ریاست کے خلاف بغاوت کرے اور عوام کو گمراہ کرے—اس پر وہی احکام لاگو ہوتے ہیں جو فقہاء نے بُغاۃ کے لیے بیان کیے ہیں۔

آئینِ پاکستان کی روشنی میں

آئینِ پاکستان 1973ء کی دفعہ 6—غداری کی تعریف:

"کوئی بھی شخص جو آئین کو منسوخ کرے، تعلیق میں ڈالے، یا اس کے خلاف طاقت استعمال کرے — وہ سنگین غداری کا مرتکب ہے اور اس کی سزا موت ہے۔"

دفعہ 245 — فوج کی آئینی ذمہ داری:

" مسلح افواج پاکستان کی حفاظت کریں گی اور جب شہری حکومت مدد طلب کرے تو اندرونی امن قائم رکھنے میں مدد دیں گی۔"

دفعہ 147 — صوبائی درخواست پر فوجی امداد: صوبائی حکومت درخواست کرے تو وفاقی حکومت فوج بھیج سکتی ہے۔ یعنی پاک فوج کا اندرونی آپریشنز میں حصہ لینا مکمل طور پر آئینی ہے۔
یاد رہے کہ آپریشن ضربِ عضب، آپریشن ردالفساد، اور آپریشن عزم استحکام — یہ سب آئین کے تحت سویلین حکومت کی درخواست پر ہوئے۔

اسلامی اور تاریخی مثالیں

1۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ — مرتدین اور منکرینِ زکٰوۃ سے جنگ

یہ اسلامی تاریخ کی سب سے واضح مثال ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ظاہری پردہ فرمانے کے فوراً بعد کئی قبائل نے:

-اسلام سے ارتداد اختیار کیا

-زکٰوۃ دینے سے انکار کر دیا

- جھوٹے نبیوں — مسیلمہ کذاب، طلیحہ، سجاح — کی پیروی شروع کر دی

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت نے مشورہ دیا کہ فی الحال نرمی برتی جائے — مگر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! اگر انہوں نے اونٹ کی رسی بھی روکی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں اس کے لیے بھی جنگ کروں گا۔" (بخاری)

نتیجہ: یہ آپریشن کامیاب رہا، اندرونی بغاوت کچل دی گئی اور اسلامی ریاست محفوظ ہو گئی۔

پاک فوج سے تعلق: جب پاک فوج نے ضربِ عضب اور ردالفساد جیسے آپریشنز کیے تو یہ عین اسی سنتِ صدیقی پر عمل تھا۔

2۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ — فتنہ پردازوں سے نمٹنا

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں کچھ لوگوں نے اندرونی طور پر فتنہ پھیلانے کی کوشش کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا طریقہ یہ تھا:

اول: جاسوسی کا نظام قائم کیا — ہر صوبے میں خفیہ نگران مقرر کیے

دوم: فتنہ انگیز عناصر کو فوری طور پر الگ تھلگ کیا

سوم: سبائی فتنے کے بانی عبداللہ بن سبا کو جلاوطن کیا

چہارم: کوفہ اور بصرہ میں فساد کی کوشش کرنے والوں کو سخت سزا دی

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اصول:

"میں اس شخص کو نہیں چھوڑوں گا جو مسلمانوں میں تفرقہ ڈالے۔"

3۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ — خوارج سے جنگ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور میں خوارج نامی گروہ پیدا ہوا جو:

بظاہر مسلمان تھے۔

قرآن پڑھتے تھے۔

مگر مسلمانوں کو کافر قرار دے کر قتل کرتے تھے۔

ریاست کے خلاف مسلح بغاوت کی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اقدام:

پہلے انہیں دلائل سے سمجھایا، جب نہ مانے تو (معرکۂ نہروان) میں ان کے خلاف فوجی کارروائی کی اور اس فتنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

فقہی اصول: فقہِ حنفی میں خوارج کے خلاف جنگ کو "قتالِ بغاۃ" کہتے ہیں اور یہ واجب ہے۔

پاک فوج سے تعلق: جو گروہ آج کلمہ پڑھ کر مسلمانوں کو بم سے اڑاتے ہیں — یہ عین خوارج کا کردار ہے اور پاک فوج کا ان کے خلاف آپریشن عین سنتِ علی ہے۔

4۔ سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ — نرم مگر مضبوط پالیسی

سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ نے اندرونی مخالفین سے نمٹنے کا ایک منفرد طریقہ اپنایا:

اول: خوارج کے ساتھ مکالمہ کیا — علماء کو بھیج کر دلائل سے قائل کیا

دوم: جو قائل ہو گئے انہیں معاف کر دیا

سوم: جو باز نہ آئے ان کے خلاف طاقت استعمال کی

چہارم: عوام کے حقیقی مسائل حل کیے تا کہ فتنے کی بنیاد ختم ہو

یہ "نرم اور سخت" دونوں پالیسیوں کا حسین امتزاج تھا — جو آج کی زبان میں "کارروٹ اینڈ اسٹک" کہلاتا ہے۔

5۔ سلطان محمود غزنویؒ — قرامطہ فتنے کا قلع قمع

قرامطہ ایک باطنی گروہ تھا جو:

بظاہر مسلمان تھے۔

اندر سے اسلام دشمن ایجنڈا رکھتے تھے۔

حجاجِ کرام کو قتل کرتے تھے۔

حجرِ اسود تک اٹھا لے گئے تھے۔

سلطان محمود غزنویؒ نے ان کے خلاف سخت فوجی کارروائی کی اور اسلامی سرزمین کو اس فتنے سے پاک کیا۔

6۔ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ — اسماعیلی فدائین کا مقابلہ

صلاح الدین ایوبیؒ کو "حشاشین" نامی اندرونی دہشت گرد گروہ کا سامنا تھا جو:

خفیہ قتل کرتے تھے۔

اسلامی حکومتوں کو کمزور کرتے تھے۔

بیرونی دشمنوں کے آلۂ کار تھے۔

صلاح الدین ایوبیؒ نے ان کے خلاف فوجی اور سیاسی دونوں محاذوں پر کام کیا اور اس فتنے کو کنٹرول کیا۔

7۔ اورنگزیب عالمگیرؒ — مرہٹہ اور سکھ بغاوتوں کا مقابلہ

اورنگزیب عالمگیرؒ نے اپنے دور میں اندرونی بغاوتوں سے نمٹنے کے لیے:

اول: فوجی طاقت استعمال کی — مرہٹوں کے خلاف طویل مہمات

دوم: انتظامی اصلاحات کیں — ظالم گورنروں کو ہٹایا

سوم: علماء کو ساتھ ملایا — فتاویٰ عالمگیری اسی دور کی پیداوار ہے

فوج کا بیرونی ملک دشمن کو جواب

(آپریشن بنیان المرصوص)

پہلگام حملہ — اصل کیا ہوا؟

22 اپریل 2025ء: بھارتی زیرِانتظام کشمیر کے ضلع اننت ناگ میں پہلگام کے مقام پر مسلح دہشت گردوں نے 26 سیاحوں کو قتل کیا—یہ 2008ء کے ممبئی حملوں کے بعد بھارتی سرزمین پر سب سے بڑا دہشت گردانہ حملہ تھا۔

بھارت نے پاکستان کو ذمہ دار قرار دیا—

لیکن حملے کے بعد بھی بھارت اپنے شہریوں سے معلومات مانگتا رہا۔یعنی بھارت کے پاس پاکستان کی ملوث ہونے کا کوئی ثبوت نہیں تھا۔

پاکستان نے اس حملے میں ملوث ہونے سے انکار کیا اور غیر جانبدار بین الاقوامی تحقیقات کی پیشکش کی—لیکن بھارت نے اس سے انکار کر دیا۔

بھارتی جارحیت—آپریشن سندور

7 مئی 2025ء کی رات: بھارت نے آپریشن سندور کے تحت پاکستان اور آزاد کشمیر کے چھ شہروں—مظفرآباد، احمد پور شرقی، کوٹلی، مریدکے، سیالکوٹ اور شکر گڑھ—پر 24 میزائل حملے کیے۔ان حملوں میں 31 سے زیادہ افراد شہید ہوئے جن میں خواتین اور بچے بھی شامل تھے۔بھارت نے دعویٰ کیا کہ صرف دہشت گرد تنصیبات کو نشانہ بنایا—پاکستانی حکام نے کہا کہ بھارت نے شہری علاقوں بشمول مساجد کو نشانہ بنایا اور ایک تین سالہ بچی سمیت عام شہری ہلاک ہوئے۔

پاک فوج کا جواب—تین مراحل

پہلا مرحلہ—صبر اور حکمت:

پاک فوج نے فوری جوابی حملہ نہیں کیا—تین دن تک صبر کیا، بین الاقوامی برادری کو صورتحال سے آگاہ کیا، اور یہ ثابت کیا کہ پاکستان جارح نہیں بلکہ مدافع ہے۔یہ صلحِ حدیبیہ والا صبر ہے—جو بعد میں عظیم فتح کا سبب بنا۔

سوال: کیا یہ جہاد تھا یا نہیں؟ یہ دفاعِ وطن تھا جو فرضِ عین ہے۔ جب دشمن نے پاکستانی سرزمین پر میزائل داغے — تو پاک فوج نے جواب دیا۔ یہی اسلامی حکم ہے۔

دوسرا مرحلہ — فضائی فتح: پاک فضائیہ نے BVR (بیونڈ ویژول رینج) فضائی جنگ میں بھارت کے پانچ جنگی طیارے مار گرائے — تین فرانسیسی ساختہ رافال، ایک SU-30 اور ایک MiG-29 — پاکستان کا ایک بھی طیارہ ضائع نہیں ہوا۔ پاکستان نے اسرائیلی ساختہ متعدد مسلح ڈرون بھی تباہ کیے اور متعدد BrahMos میزائل بھی مار گرائے۔

تیسرا مرحلہ — زمینی اور میزائل حملے:

پاکستان نے فتح-اگائیڈڈ میزائل سسٹم سے بھارتی فوجی تنصیبات کو نشانہ بنایا۔ بیاس میں BrahMos میزائل ڈپو تباہ کیا گیا، اڈم پور میں S-400 فضائی دفاعی نظام ناکارہ کر دیا گیا، پٹھان کوٹ ایئر بیس، ناگروٹا BrahMos لانچ سائٹ، اکھ نور بریگیڈ ہیڈ کوارٹر، اور سری نگر ناردرن کمانڈ ہیڈ کوارٹر کو نشانہ بنایا۔ مجموعی طور پر 26 فوجی ہدفوں کو نقصان پہنچایا گیا جن میں 15 ہوائی اڈے شامل تھے۔

چوتھا مرحلہ — سائبر وار:

پاکستان نے سائبر حملوں میں بھارتی فوجی سیٹلائٹس، حکومتی ویب سائٹس اور اہم ڈیجیٹل انفراسٹرکچر کو نشانہ بنایا۔ بھارتی حکام نے 15 لاکھ سے زیادہ سائبر حملے ریکارڈ کیے۔ متاثر ہونے والوں میں بھارت کی حکمران جماعت BJP کی ویب سائٹ، ہندوستان ایرونا ٹکس لمیٹڈ، بارڈر سیکیورٹی فورس اور بھارتی فضائیہ کے ڈیٹابیس شامل تھے۔

پانچواں مرحلہ — بین الاقوامی حمایت:

پاکستان نے اس پوری جنگ کے دوران سفارتی محاذ پر بھی کامیابی حاصل کی۔ چین، سعودی عرب اور ترکی پاکستان کے ساتھ کھڑے رہے۔ مغربی ممالک نے غیر جانبداری کا مظاہرہ کیا——صرف اسرائیل نے بھارت کی حمایت کی۔

چھٹا مرحلہ——جنگ بندی——کمزوری یا حکمت؟

10 مئی 2025ء کو دونوں ممالک کے DGMO کے درمیان ہاٹ لائن رابطے کے بعد جنگ بندی کا اعلان ہوا۔

جنگ بندی کے بارے میں اسلامی رہنمائی:

"اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو اور اللہ پر توکل کرو۔" (الانفال: ٦١)

صلحِ حدیبیہ کا سبق: حضور ﷺ نے بظاہر کمزور شرائط پر معاہدہ کیا——اللہ نے اسے "فتحِ مبین" قرار دیا۔ پاک فوج کا سیز فائر قبول کرنا بھی اسی حکمتِ عملی کا حصہ ہے۔

تاریخی مثال: صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے ریچرڈ اول سے جنگ بندی کی——جبکہ وہ مزید لڑ سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے لاکھوں مسلمانوں کی جانیں بچانا مقدم جانا۔

پاکستان نے ثابت کیا کہ وہ جوہری حد سے نیچے رہتے ہوئے بھارتی جارحیت کا بھرپور جواب دے سکتا ہے۔ آپریشن بنیانُ المرصوص نے جنوبی ایشیا میں روایتی اور جوہری توازن کو نئی تعریف دی اور بھارت کی روایتی برتری کے دعوؤں کو غلط ثابت کیا۔

ساتواں مرحلہ——آپریشن کا نام قرآن سے کیوں؟

پاکستان کے آپریشن کا نام "بنیانُ المرصوص" ایک قرآنی آیت سے لیا گیا:

"بے شک اللہ انہیں دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں صف باندھ کر گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔" (الصف: ۴)

یہ نام اس مسجد کے محراب پر لکھی قرآنی آیت سے لیا گیا جو بھارت نے مظفر آباد میں اپنے حملے میں تباہ کی تھی۔

باب 7: جہاد کا فقہی حکم

تقسیمِ ہند کے وقت جموں و کشمیر کے ہندو مہاراجہ ہری سنگھ نے نہ بھارت کے ساتھ الحاق کیا نہ پاکستان کے ساتھ—وہ آزاد رہنا چاہتے تھے۔ لیکن جب پاکستانی قبائلی ملیشیا نے کشمیر پر حملہ کیا تو مہاراجہ نے بھارتی مدد کے بدلے الحاق کر لیا۔

(https://en.wikipedia.org/wiki/Kashmir_conflict)

اقوامِ متحدہ نے جنگ بندی کروائی اور استصوابِ رائے کا وعدہ کیا—جو آج تک نہیں ہوا۔

اہم حقیقت: بھارت نے 2019ء میں آرٹیکل 370 ختم کر کے کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کر دی—جو اقوامِ متحدہ کی قراردادوں کی صریح خلاف ورزی تھی۔

جہاد کی اقسام—فقہی وضاحت

فقہ حنفی میں جہاد کی دو بنیادی اقسام ہیں:

الف) جہادِ فرضِ عین—جب دشمن کسی مسلمان علاقے پر حملہ کرے تو اس علاقے کے ہر مسلمان پر جہاد فرض ہے۔

ب) جہادِ فرضِ کفایہ—جب اسلامی حکومت دشمن کے خلاف لشکر بھیجے۔ اگر کافی لوگ حصہ لیں تو باقیوں سے فرض ساقط ہو جاتا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی "ردالمحتار" میں لکھتے ہیں کہ جہاد کا اعلان اور انتظام امام (حاکم) کا کام ہے—عوام خود سے نہیں نکل سکتے۔

فقہِ حنفی کا واضح فتویٰ:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تک ——تمام فقہائے احناف نے جہاد کے لیے (چھ شرائط) بیان کی ہیں:

شرط اول——امامِ وقت کا حکم:

علامہ ابن عابدین شامی "ردالمحتار" جلد 4 میں فرماتے ہیں: "جہاد کا اعلان صرف امامِ اعظم یا اس کے نائب کا حق ہے——عوام یا افراد خود سے اعلانِ جہاد نہیں کر سکتے۔ جو بغیر امام کے لڑے وہ مجاہد نہیں بلکہ خارجی ہے۔

"اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد 14 میں فرماتے ہیں: "آج کے دور میں جہاد کا فیصلہ مسلم حکومت کرے گی——عوام کا یہ کام نہیں کہ وہ خود سے نکل کھڑے ہوں اور فتنہ برپا کریں۔"

شرط دوم——فتح کا امکان:

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ "نورالعرفان" میں فرماتے ہیں: "اگر فتح کا امکان نہ ہو اور لڑنا مسلمانوں کی تباہی کا سبب ہو تو جہاد واجب نہیں بلکہ حرام ہو جاتا ہے۔"

شرط سوم——مسلمانوں کا نقصان نہ ہو:

بھارت میں 20 کروڑ سے زیادہ مسلمان آباد ہیں۔ جنگ میں وہ بھی مارے جائیں گے۔ کیا ان کی جانیں قربان کرنا جہاد ہو گا؟

شرط چہارم——متبادل راستہ نہ ہو:

جب سفارتکاری، اقوامِ متحدہ اور بین الاقوامی قانونی راستے موجود ہوں تو جنگ آخری حل ہے۔

شرط پنجم——فوجی طاقت کافی ہو:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جتنی طاقت ہو سکے تیار رکھو۔" جب دشمن کئی گنا طاقتور ہو اور جوہری ہتھیار رکھتا ہو تو بے تیاری میں جنگ خودکشی ہے۔

شرط ششم — دشمن کی جارحیت:

جہادِ دفاع فرضِ عین ہے — جیسا کہ مئی 2025ء میں پاک فوج نے کیا۔ لیکن ابتدائی جارحیت کا فیصلہ ریاست کرتی ہے، عوام نہیں۔

پاک فوج نے کشمیر کے لیے کیا کیا؟

جو لوگ کہتے ہیں "پاک فوج نے کشمیر کے لیے کچھ نہیں کیا" — وہ تاریخ سے بے خبر ہیں:

1947ء: قبائلی جنگجوؤں کے ذریعے کشمیر آزاد کروانے کی کوشش۔

1965ء: آپریشن جبرالٹر — کشمیری آزادی کے لیے باقاعدہ فوجی آپریشن۔

1989ء تا 2000ء: کشمیری مجاہدین کی تربیت، اسلحہ اور مدد — جس کا سابق صدر پرویز مشرف نے 2015ء میں اعتراف کیا۔

1999ء: کارگل آپریشن — کشمیر کو آزاد کروانے کی آخری مسلح کوشش جو بین الاقوامی دباؤ کی وجہ سے واپس لینی پڑی۔

2019ء: بھارت کے آرٹیکل 370 ختم کرنے پر پاکستان نے بھارتی ہائی کمشنر کو نکالا، سفارتی تعلقات کم کیے اور بین الاقوامی سطح پر آواز اٹھائی۔

2025ء: بھارتی جارحیت کا بھرپور جواب — آپریشن بنیانُ المرصوص۔

آج کا درست راستہ کیا ہے؟

اسلامی اصول: حضور ﷺ نے صلحِ حدیبیہ میں بظاہر کمزور شرائط قبول کیں — اللہ نے اسے "فتحِ مبین" قرار دیا۔ سبق: بعض اوقات صبر، سفارتکاری اور وقت کا انتظار جنگ سے زیادہ موثر ہوتا ہے۔

عملی راستہ: اقوامِ متحدہ کی قراردادیں، بین الاقوامی عدالتِ انصاف، عالمی رائے عامہ، مسلم ممالک کا اتحاد، اور کشمیریوں کی سیاسی تحریک — یہ وہ راستے ہیں جن پر پاکستان چل رہا ہے۔

اہم نکات:

پہلا:—جہاد کا اعلان ریاست کرتی ہے، افراد نہیں۔ پاک فوج ریاستِ پاکستان کی فوج ہے، اسے ریاست کے فیصلے کے بغیر جنگ شروع کرنے کا اختیار نہیں—نہ اسلامی قانون میں اور نہ جدید قانون میں۔ یہ ریاست، سفارتکاری، اقوامِ متحدہ اور عالمی برادری سب کا مشترکہ کام ہے۔

دوسرا:—جنگ کی صورت میں کیا ہوگا؟ پاکستان اور بھارت دونوں جوہری طاقتیں ہیں۔ جوہری جنگ میں نہ صرف بھارتی مسلمان بلکہ پاکستانی مسلمان بھی تباہ ہوں گے۔ کیا یہ جہاد ہوگا یا مسلمانوں کی اجتماعی خودکشی؟

تیسرا:—کشمیر کی سیاسی صورتحال: اقوامِ متحدہ کی قراردادیں کشمیر کو پاکستان کا حق قرار دیتی ہیں لیکن استصوابِ رائے کے ذریعے۔ پاکستان اسی قانونی راستے پر چل رہا ہے—اور یہی اسلامی اصولِ عدل بھی ہے۔

چوتھا:—کشمیر میں مجاہدین کی حمایت اور مدد پاکستان کرتا رہا—۱۹۸۰ء کی دہائی اور ۱۹۹۰ء کی دہائی میں اس کا کھلا ثبوت موجود ہے۔ اگر آج پالیسی تبدیل ہے تو اس کی وجوہات بھی بین الاقوامی دباؤ اور ملکی معیشت ہیں۔

پانچواں: پاک فوج نے بھارتی حملے کا بھرپور جواب دے کر ثابت کیا کہ وہ کشمیر کی آواز ہے—گھر بیٹھ کر تنقید کرنے والوں نے نہیں۔

چھٹا: فیلڈ مارشل جنرل حافظ سید عاصم منیر صاحب پر اس صورتحال میں تنقید کرنا دشمن کو خوش کرنا ہے—جب پوری قوم کو متحد ہونا چاہیے، اس وقت فوجی قیادت کو نشانہ بنانا فتنہ ہے، حب الوطنی نہیں۔

باب 8: دشمن ممالک سے تعلقات اور بورڈ آف پیس

دو اہم اسلامی صول:

اسلام نے غیر مسلم ممالک سے تعلقات کے لیے دو واضح اصول دیے ہیں:

الف) موالات: فقہ حنفی کی کتب میں اس کا اطلاق دوستی اور قریبی تعلقات کے اس پہلو پر ہوتا ہے جو غیر مسلموں کے ساتھ ایسا گہرا تعلق قائم کرنے سے متعلق ہے جس میں دینِ اسلام، عقائد، یا مسلمانوں کے اجتماعی مفادات کے کمزور پڑنے کا اندیشہ ہو۔ یہ وہی تصور ہے جس کا اشارہ سورۃ المائدہ کی آیت 51 میں ملتا ہے، جس کا مقصد مسلمانوں کی دینی و ملی شناخت کا تحفظ ہے۔

ب) مُدارات: فقہ حنفی میں اس سے مراد دنیاوی معاملات میں خوش اخلاقی، نرمی اور حکمت کے ساتھ معاملہ کرنا ہے، خاص طور پر جب اس میں مسلمانوں کا مفاد یا تحفظِ جان و مال مضمر ہو۔ یہ اسلام کی تعلیمات کے عین مطابق ایک جائز اور بعض حالات میں ضروری عمل ہے، جیسا کہ آپ کے فراہم کردہ متن میں بیان کیا گیا ہے کہ "یہ ایسی سفارتکاری ہے جس میں مسلمانوں کا فائدہ اٹھایا جائے"۔

نبی کریم ﷺ کی سفارتی حکمتِ عملی

حدیبیہ کا معاہدہ (۶ھ):

آپ ﷺ نے مشرکینِ مکہ سے ایسا معاہدہ کیا جو بظاہر کمزوری لگتا تھا — لیکن اللہ نے اسے "فتحِ مبین" قرار دیا۔ (الفتح: ۱)

بعض اوقات جنگ سے گریز کرنا بھی بڑی فتح ہوتی ہے۔

نجاشی سے تعلق:

آپ ﷺ نے ایک غیر مسلم عیسائی بادشاہ سے تعلق رکھا — صحابہ رضی اللہ عنہم کو وہاں پناہ بھیجی۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ غیر مسلم حکومتوں سے ضرورت کے وقت مدد لینا جائز ہے۔

عصرِ حاضر میں پاک فوج کا طریقۂ کار

پاک فوج یہ اصول اپناتی ہے:

☆اقوامِ متحدہ امن مشن میں شرکت — مسلمانوں اور غیر مسلموں کی مدد — جو اسلام کی عالمی خدمت ہے۔

☆چین، امریکہ، خلیجی ممالک سے دفاعی تعاون — قومی مفاد کی بنیاد پر۔

☆دشمن ممالک (بھارت) کے ساتھ جنگ نہ کرنا جب تک مجبوری نہ ہو — کیونکہ جنگ میں لاکھوں مسلمان ہلاک ہو سکتے ہیں۔

یہ سب قرآن و سنت کے اصولوں کے عین مطابق ہے۔

بورڈ آف پیس (Board of Peace)

کیا امن معاہدات جائز ہیں؟

قرآنِ کریم سے دلائل

دلیل اول: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔ (الانفال: ۶۱)

یہ آیت صریح دلیل ہے کہ دشمن اگر امن چاہے تو مسلمانوں پر امن قبول کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔ امام احمد رضا خان بریلویؒ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ اسلام جنگ کو ترجیح نہیں دیتا — جنگ مجبوری ہے، امن مقصود ہے۔

دلیل دوم: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا جنہوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی۔ (الممتحنہ: ۸)

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ غیر مسلموں سے امن، انصاف اور بھلائی کا برتاؤ قرآنی حکم ہے۔

دلیل سوم: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور صلح بہتر ہے۔ (النساء: ۱۲۸)

فقہاءِ احناف نے اس مختصر مگر جامع آیت سے استدلال کیا ہے کہ صلح اور امن اصلاً بہتر ہے۔ خواہ مسلمانوں کے درمیان ہو یا غیر مسلموں کے ساتھ۔

احادیثِ مبارکہ سے دلائل

حدیث اول — صلحِ حدیبیہ کی تائید:

جب صلحِ حدیبیہ کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف لگ رہی تھیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں — میں اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا اور وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا۔"

(بخاری)

اور اللہ نے اسی معاہدے کو "فتحِ مبین" قرار دیا — ثابت ہوا کہ بظاہر کمزور معاہدہ بھی اللہ کی حکمت سے بڑی فتح بن سکتا ہے۔

حدیث دوم:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان اپنی شرائط کے پابند ہیں۔" (سنن ابوداؤد، ترمذی)

یعنی جب امن معاہدہ ہو جائے تو اس کی پابندی شرعاً واجب ہے — معاہدہ توڑنا کبیرہ گناہ ہے۔

حدیث سوم:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی معاہد (معاہدے والے غیر مسلم) کو تکلیف دی، اس نے گویا مجھے تکلیف دی۔" (مستدرک حاکم)

یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ معاہدے کے بعد غیر مسلم فریق کے حقوق کا تحفظ نبوی حکم ہے۔

حدیث چہارم:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے وہ شخص بہترین ہے جو لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچائے۔" (مسند احمد)

امن معاہدہ لاکھوں انسانوں کو نفع پہنچاتا ہے — اس لیے یہ عمل عین سنت کے مطابق ہے۔

فقہِ حنفی سے دلائل

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا موقف:

فقہِ حنفی کی مستند کتاب "الہدایہ" میں ہے:

"امام المسلمین کو اختیار ہے کہ وہ مصلحتِ اسلام کے پیشِ نظر کافروں کے ساتھ امن معاہدہ کرے — خواہ ایک سال کے لیے ہو یا اس سے زیادہ — جب اس میں مسلمانوں کا فائدہ ہو۔"

یعنی فقہِ حنفی میں امن معاہدہ نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات واجب ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کا موقف:

فتاویٰ عالمگیری میں صراحت ہے:

"جب مسلمانوں کو جنگ سے زیادہ نقصان کا خطرہ ہو اور صلح میں فائدہ ہو تو صلح کرنا افضل ہے۔"

مفتی احمد یار خان نعیمیؒ کا موقف:

آپؒ نے فرمایا کہ اسلام نے جنگ کو آخری حربہ قرار دیا ہے — پہلے دعوت، پھر معاہدہ، پھر جنگ۔ جو حکومت امن سے مسائل حل کر سکے اور پھر بھی جنگ کرے وہ اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔

امن معاہدے کی شرائط — فقہِ حنفی کے مطابق

فقہاءِ احناف نے امن معاہدے کے لیے چند شرائط مقرر کی ہیں:

اول——مسلمانوں کا فائدہ: معاہدہ مسلمانوں کے مفاد میں ہونا چاہیے——نقصاندہ معاہدہ جائز نہیں۔

دوم——دین کے خلاف نہ ہو: معاہدے میں کوئی ایسی شرط نہ ہو جو اسلامی عقیدے یا فرائض کے خلاف ہو۔

سوم——اہلِ اختیار کریں: معاہدہ حکومت یا اس کے مجاز نمائندے کریں——عام افراد نہیں۔

چہارم——پابندی لازم: معاہدہ ہو جائے تو اس کی پابندی فرض ہے——خیانت حرام ہے۔

پاکستان کے امن معاہدات اسی اصول پر

پاکستان نے جو بھی عالمی امن معاہدات کیے——خواہ اقوامِ متحدہ کے ذریعے ہوں یا دو طرفہ——وہ سب انہی فقہی اصولوں پر پورے اترتے ہیں:

اول: ملک و قوم کا فائدہ مد نظر رہا۔

دوم: اسلامی اقدار کے خلاف کوئی شرط نہیں مانی۔

سوم: حکومتِ وقت کے مجاز نمائندوں نے کیے۔

چہارم: پاکستان نے ہمیشہ معاہدوں کی پابندی کی۔

پاکستان کا عالمی امن میں کردار

پاکستان اقوامِ متحدہ کا رکن ہے اور بین الاقوامی امن کا پابند ہے۔ آئینِ پاکستان دفعہ 40 کے مطابق: "پاکستان بین الاقوامی امن و سلامتی کو فروغ دینے، مسلمان ممالک کے درمیان اتحاد کو مضبوط کرنے، اور جھگڑوں کو پُرامن طریقے سے حل کرنے کی کوشش کرے گا۔"

یعنی امن کانفرنسوں میں شرکت نہ صرف جائز بلکہ آئینی ذمہ داری ہے۔

اقوامِ متحدہ کے امن مشن——سب سے بڑا کردار

پاکستان دنیا میں اقوامِ متحدہ کے امن مشنز میں سب سے زیادہ فوج بھیجنے والے ممالک میں ہمیشہ سرفہرست رہا ہے۔

ملک	مشن	کردار
صومالیہ	UNOSOM	امن بحالی
بوسنیا	UNPROFOR	مسلمانوں کا تحفظ
ہیٹی	UNMIH	انسانی امداد
کانگو	MONUC	خانہ جنگی روکنا
لائبیریا	UNMIL	امن قائم کرنا
سوڈان	UNAMID	دارفور بحران
سائپرس	UNFICYP	سرحدی امن
لبنان	UNIFIL	اسرائیلی جارحیت روکنا

پاکستانی فوج نے ان مشنز میں ایک لاکھ ستر ہزار سے زائد فوجی بھیجے اور دو سو سے زائد جوان شہید ہوئے—یہ دنیا کے کسی بھی ملک سے زیادہ قربانی ہے۔

افغان جہاد—کمیونزم کا خاتمہ

1979ء میں جب سوویت یونین نے افغانستان پر قبضہ کیا تو پاکستان نے:

اول: پچاس لاکھ سے زائد افغان مہاجرین کو پناہ دی۔

دوم: مجاہدین کی پشت پناہی کر کے کمیونزم کی پیشقدمی روکی۔

سوم: پوری اسلامی دنیا کی آواز بن کر عالمی 양양양 برادری کو متحرک کیا۔

نتیجہ: سوویت یونین کو شکست ہوئی اور سرد جنگ کا خاتمہ ہوا—جس کا سہرا بڑی حد تک پاکستان کے سر ہے۔

دہشت گردی کے خلاف جنگ — سب سے بڑی قربانی

2001ء کے بعد پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں جو قربانیاں دیں وہ پوری دنیا میں کسی اور ملک نے نہیں دیں:

شہدا: ستر ہزار سے زائد پاکستانی شہری اور فوجی شہید ہوئے۔

مالی نقصان: ایک سو ارب ڈالر سے زائد کا معاشی نقصان اٹھایا۔

آپریشنز: ضربِ عضب، ردالفساد، اور بنیانُ المرصوص جیسے کامیاب آپریشنز سے دہشت گردی کا قلع قمع کیا۔

کشمیر — مظلوموں کی آواز

پاکستان نے ہمیشہ اقوامِ متحدہ کے پلیٹ فارم پر مقبوضہ کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی آواز بلند کی۔ پاکستان کی کوششوں سے:

اول: اقوامِ متحدہ نے کشمیر کو باضابطہ متنازع علاقہ تسلیم کیا۔

دوم: حقِ خودارادیت کی قراردادیں منظور ہوئیں۔

سوم: بھارتی مظالم عالمی سطح پر بے نقاب ہوتے رہے۔

اسلامی ممالک میں ثالثی

پاکستان نے کئی مسلم ممالک کے درمیان ثالث کا کردار ادا کیا:

ایران اور سعودی عرب: جب ان دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی بڑھی تو پاکستان نے ثالثی کی کوشش کی اور وزیراعظم عمران خان نے دونوں ممالک کے دورے کیے۔

افغانستان اور امریکہ: پاکستان نے طالبان اور امریکہ کے درمیان دوحہ مذاکرات میں اہم سہولت کار کا کردار ادا کیا جس کے نتیجے میں دوحہ معاہدہ 2020ء طے پایا۔

قدرتی آفات میں عالمی مدد

پاکستان نے دنیا کے مختلف ممالک میں قدرتی آفات کے موقع پر امداد بھیجی:

ترکیہ زلزلہ 2023ء: پاکستان نے فوری طور پر امدادی ٹیمیں اور سامان بھیجا۔

شام بحران: پاکستان نے شامی مہاجرین کے لیے امداد فراہم کی۔

فلسطین: پاکستان ہر عالمی فورم پر فلسطینیوں کی آواز بنتا رہا۔

ایٹمی طاقت — امن کی ضمانت

پاکستان نے 1998ء میں ایٹمی دھماکے کیے — یہ محض طاقت کا مظاہرہ نہیں بلکہ خطے میں طاقت کا توازن قائم کرنا تھا۔ بھارت کے مقابلے میں پاکستان کی ایٹمی صلاحیت نے جنوبی ایشیا میں بڑی جنگ کو روکے رکھا — یہ بھی عالمی امن کی ایک بڑی خدمت ہے۔

پناہ گزینوں کی میزبانی — دنیا میں سب سے آگے

پاکستان نے تاریخ میں دنیا کے سب سے زیادہ مہاجرین کو پناہ دی:

افغان مہاجرین: پچاس لاکھ سے زائد — دہائیوں تک

بنگالی مہاجرین: تقسیم کے وقت لاکھوں کو سنبھالا

روہنگیا مسلمان: میانمار سے آنے والوں کو خوش آمدید کہا

اسلامی تاریخ میں امن کی مثالیں

کافروں کے ساتھ امن معاہدوں کی مستند اسلامی مثالیں:

(1) صلحِ حدیبیہ — ٦ھ:

یہ اسلامی تاریخ کا سب سے مشہور امن معاہدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مشرکینِ مکہ کے ساتھ دس سال کے امن کا معاہدہ کیا — باوجود اس کے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگ کے لیے تیار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے "فتحِ مبین" قرار دیا۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ امن کا معاہدہ کمزوری نہیں بلکہ عین حکمت ہے۔

② میثاقِ مدینہ — ۱ھ:

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ پہنچ کر یہودی قبائل — بنو قینقاع، بنو نضیر، بنو قریظہ — کے ساتھ باقاعدہ تحریری معاہدہ کیا۔ اس معاہدے میں تمام فریقوں کے حقوق، ذمہ داریاں اور مشترکہ دفاع کی شرائط طے کی گئیں۔ یہ دنیا کا پہلا تحریری "آئین" تھا۔

③ نجران کے عیسائیوں سے معاہدہ — ۱۰ھ:

رسول اللہ ﷺ نے نجران کے عیسائی وفد کے ساتھ امن معاہدہ کیا اور انہیں مسجدِ نبوی میں اپنی عبادت کرنے کی اجازت دی — یہ مذہبی رواداری کی انتہا تھی۔ معاہدے میں ان کی جان، مال، عبادت گاہوں اور مذہبی آزادی کا مکمل تحفظ دیا گیا۔

④ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیت المقدس معاہدہ — ۱۶ھ:

جب بیت المقدس فتح ہوا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عیسائیوں کے ساتھ "عہد نامۂ عمریہ" لکھا جس میں صراحت تھی کہ ان کی جانیں، مال، گرجا گھر اور صلیبیں محفوظ رہیں گی۔ کوئی انہیں تکلیف نہیں دے گا۔ یہ معاہدہ آج بھی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا ہوا ہے۔

⑤ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا حیرہ معاہدہ — ۱۲ھ:

عراق کی فتح کے دوران سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حیرہ کے عیسائیوں کے ساتھ معاہدہ کیا اور تحریری ضمانت دی کہ ان کے بوڑھے، کمزور، بیمار اور عبادت گاہیں مکمل طور پر محفوظ رہیں گی۔

⑥ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کا صلیبیوں سے معاہدہ — ۱۱۹۲ء:

صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے رچرڈ اول سے صلح کی (1192ء) — جبکہ وہ مزید لڑ سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے مسلمانوں کی جانوں کو بچانا مقدم جانا۔ یہی حکمتِ عملی ہے۔

خلاصۂ کلام

اس کتاب میں جو کچھ لکھا گیا وہ قرآن پاک، احادیث مبارکہ، فقہ حنفی، اسلامی اصولوں، اسلامی تاریخ اور آئینِ پاکستان کی بنیاد پر حقائق پیش کیے گئے۔

پاک فوج کا ہر جوان ایک عبادت کرنے والا انسان ہے جو راتوں کو جاگتا ہے، سردی گرمی برداشت کرتا ہے، اپنے بچوں سے دور رہتا ہے——تاکہ آپ چین سے سو سکیں۔

اگر قیادت سے اختلاف ہے——تو احترام کے ساتھ، قانونی راستے سے، تعمیری انداز میں بات کریں۔ لیکن گالی دینا، بے عزت کرنا، دشمن کو خوش کرنا۔ یہ نہ اسلام ہے، نہ آئین، نہ انسانیت۔